ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2411.Page# 2648-2654
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A comparative study of Islamic fthies of International Humanitarian Low Warfare and internalional Humanitarian law in the contemporary context

اسلامی اداب القتال(جنگی آداب)کا بین الاقوامی قوانین جنگ کے ساتھ تقابلی مطالعہ عصر حاضر کے تناظر میں۔

Ubaid Ur Rahman
Ph.D Scholar of Islamic Studies, SBBU Sheringal Dir Upper
Dr. Amin Ullah
Assistant professor, HOD Department of Islamic Studies SBBU sheringal Dir Upper
amin@sbbu.edu.pk

Abstract

War has remained an inevitable yet highly destructive aspect of human history, demanding ethical and legal restraints. Islam provided a comprehensive and morally grounded framework for warfare over fourteen centuries ago, emphasizing the protection of non-combatants, humane treatment of prisoners, prohibition of unnecessary destruction, and strict limitations on the conduct of war. In contrast, modern International Humanitarian Law (IHL)—primarily shaped by the Geneva and Hague Conventions—seeks to regulate warfare through legally binding rules to safeguard civilians and reduce human suffering during armed conflicts.

This research article presents a comparative study of Islamic ethics of war and IHL, highlighting their fundamental principles, similarities, differences, and the moral depth of Islamic teachings. The study also examines these systems in light of contemporary global conflicts, drone warfare, terrorism, and the misuse of state military power. The findings reveal that many principles adopted by modern IHL were articulated in Islamic teachings centuries earlier. Moreover, Islamic war ethics remain highly relevant today due to their emphasis on justice, restraint, and the preservation of human dignity

Key words : *Islamic Law of War ،International Humanitarian Law ،Geneva Conventions ، Islamic Ethics ،Non-Combatant Immunity ،Modern Warfare.*

مقدمہ:

جنگ ایک معاشرتی حقیقت رہی ہے قدیم اور جدید تاریخ دونوں اس پر گواہ ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں: جنگ انسان کی طبیعت میں داخل ہے کوئی قوم و نسل اس سے مستثنی نہیں ہے[1] ۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب سے آسمانی مذاہب کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور انسانوں نے روئے زمین پر مل جل کر رہنا سیکھا ہے۔ اس وقت سے جنگوں لڑائیوں کو ناپسند کیا جاتا رہاہے اور عقل انسانی اپنی تجربات اور مشاہدات کے بنیاد پر مختلف زمانوں میں کوشش کرتی رہی ہے کہ وہ اپنے جذبہ اختلاف کو کسی معقول حد کا

---

[1] ۔ابن خلدون، عبدالرحمان بن محمد بن خلدون واصل بن خالد الحضرمی، مقدمہ ابن خلدون، ص270، ناشر نفیس اکیڈمی کراچی2014۔

پابند بنائے اگر اختلاف ہو تو کسی اصول کے تحت ہو اور اگر لڑائی یا جنگ کی نوبت آجائے تو اس کی بھی کچھ حدود و قیود ہو۔ اگر کوئی قوی گروہ اپنی قوت کے استعمال پر قل جائے تو اس قوت کے استعمال کے کچھ طے شدہ قاعدے اور ضابطے ہوں[2]۔

کوئی بھی کام ہو اس کے حسن و قبح کا فیصلہ دو چیزوں پر کیا جاتا ہے۔ ایک مقصد دوسرا طریق حصول مقصد اگر نفس مقصد ہی مکروہ ہو تو اس کو کتنے ہی شریفانہ طریقے سے حاصل کیا جائے تو ان سے خود مقصد کی شرافت بھی داغدار ہوتی ہے اور اگر مقصد نہایت ہی شریف ہو۔ مگر اس کے حصول کے طریقے ظالمانہ ہو، اس میں کسی قسم کے اخلاقی حدود کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو تو یہ طریقہ کار مقصد کی شرافت کے باوجود ظالمانہ شمار ہو گا۔ اسی پر جنگ کو قیاس کر لو۔ سید ابوالاعلی مودودیؒ فرماتے ہیں: ایک جائز اور حق پرستانہ جنگ کی تعریف یہ ہے کہ اس کا مقصد اور طریق حصول مقصد دونوں پاکیزہ اور اشرف و اعلی ہو[3]۔

اسلام نے جنگ کا جو پاکیزہ تصور متعین کیا ہے اس کا اصلی مقصد فریق مخالف کو ہلاک کرنا اور محض نقصان پہنچانا نہیں بلکہ محض اس کے شر کو دفع کرنا ہے۔ اسلام نے ایک مکمل قانون وضع کیا ہے جس میں جنگ کے مکمل آداب اخلاقیات بیان کیئے ہیں۔ ہر ایک کیلئے قواعد کلیہ اور جزی احکام مقرر کیئے۔

دوسری طرف بین الاقوامی قوانین جنگ ہیں جو بنیادی طور پر 1899۔1907 کے ہیگ کنونشنز اور 1949 کے جنیوا کنونشنز پر مشتمل ہیں۔ یہ قوانین اور اس کے بنانے والوں کا دعوی ہے کہ یہ موجود قوانین انسانی جان اور معاشرتی نظم کو جنگی حالات میں زیادہ سے زیادہ محفوظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عصر حاضر میں جنگ کے نت نئے طریقے -ڈرون ٹیکنالوجی، اسٹر سٹیجک بمباری، دہشت گردی اور ریاستی طاقت کا بے جا استعمال نے جنگ کے اخلاقیات کو زیادہ اہم بنا دیا ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہو جاتا ہے کہ دونوں کا تقابل کیا جائے۔

اسلامی آداب القتال (جنگی قوانین):

تعارف:-

جنگ کے آداب سے مراد وہ اخلاقی اصول اور ضوابط ہیں جنہیں اسلام نے جنگ اور لڑائی کے دوران بھی لازمی قرار دیا ہے۔ اسلام کا تصور یہ ہے کہ جنگ اگر ناگزیر ہو تب بھی وحشت اور بربریت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ بھی کچھ حدود اور اخلاقیات کی پابند ہے۔ اس کا بنیادی مقصد جنگ کے دوران ہونے والے نقصانات کو کم سے کم کرنا، ظلم و زیادتی کو روکنا اور انسانی وقار کو ممکنہ حد تک بحال رکھنا ہے۔ اسلامی آداب جنگ کا مقصد یہ نہیں کہ کاغذ پر ایک ضابطہ قانون آجائے بلکہ اصلی مقصود یہ تھا کہ جنگ کے وحشیانہ طریقوں کو مٹا کر مہذب قانون کو رائج کیا جائے[4]۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پہلا کام یہی کیا ہے کہ جہاد کے معنی اور وہ حدود جو اس کو جہاد فی سبیل الطاغوت سے ممتاز کرتے ہیں۔ پوری طرح واضح کر دیئے اور جنگ کے پاک تصور کو لوگوں کے ذہن نشین کیا۔

اس طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور بولا کہ اگر کوئی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے، کوئی شہرت و ناموری کیلئے لڑتا ہے، کوئی اپنی بہادری دکھانے کیلیے لڑتا ہے، فرماییے کہ تو کون راہ خدا میں ہے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ کے دین کی سربلندی کیلیے لڑنا اصل جھاد ہے[5]۔

اسلامی آداب القتال:

غیر اہل قتال کی حرمت:

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ محاربین کو دو طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک جنگ جو اور دوسرے غیر جنگ جو۔ جنگ جو وہ ہے جو اپنے جان کے ساتھ لڑتا ہو یا شرکت کرنے پر قادر ہو۔ یعنی نوجوان۔ اور غیر جنگ جو وہ ہیں۔ جو جنگ میں شریک ہونے پر قادر نہ ہو، مثلاً معذورین، بچے، بوڑھے، خواتین اور بیمار وغیرہ۔ اسلام میں پہلے طبقہ کو قتل

---

[2] ۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، خطبات بہاولپور، اسلام کا قانون بین الممالک، ص317، ناشر شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 2007۔

[3] ۔ مودودیؒ، سید ابوالاعلی مودودیؒ، الجھاد فی الاسلام ص105، ناشر ادارہ معارف اسلامی لاھور 2010۔

[4] ۔ مودودیؒ، سید ابوالاعلی مودودیؒ، الجھاد فی الاسلام، ص133، ناشر ادارہ معارف اسلامی لاھور 2010۔

[5] ۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن مغیرہ بن بردزبہ البخاریؒ صحیح البخاری، کتاب الجھاد، حدیث نمبر 2811، ناشر مکتبہ رحمانیہ لاھور 2009۔

کرنے کی اجازت ہے اور دوسرے کی نہیں[6]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بزرگوں کو نہ مارا کرو، بچے کو نہ مارو اور خواتین نہ مارو، اجتماعی اموال میں خیانت نہ کرو، جو امانت آپ کی پاس ہو وہ بیت المال میں جمع کرو، نیکی اور احسان کرو کیونکہ اللہ تعالی محسنوں کو پسند کرتا ہے[7]۔

ایک مرتبہ میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک خاتون دیکھی ناراض ہو کر فرمایا: یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی[8]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں فوج بھیجتے تو ہدایات فرمادیتے: "عبادت خانوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو قتل نہ کرو"۔

اہل قتال کے حقوق:

جن لوگوں کے خلاف جنگ کرنا جایز ہے اسلام نے انکے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے۔

(1) اسلام میں غفلت میں حملہ کرنے کی ممانعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دشمن پر صبح سے پہلے حملہ نہیں کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی دشمن قوم پر رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے تھے[9]۔

(2) آگ پر جلانے کی ممانعت ہے:

شدت انتقام میں دشمن کو جلانا اسلام ممنوع قرار دتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لاینبغی ان یعذب بالنار الارب النار)[10] "آگ کا سزا دینا صرف آگ پیدا کرنے والے کے علاوہ کسی اور کیلئے جائز نہیں"۔

(3) باندھ کر مارنے کی برایی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دشمن کو باندھ کر قتل کرنے اور تکلیفیں دے دے کر مارنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے سماعت فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے[11]۔

(4) غارت گری کی برایی:

دشمن کے گھروں میں لوٹ مار کرنے سے منع فرمایا آپ ﷺ نے غزوہ خیبر میں لشکر کو جمع کر کے فرمایا: کیا تم میں کوئی شخص تخت غرور پر بیٹھا یہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ نے سوایے ان چیزوں کے جو قرآن میں حرام کی گئ ہیں کویی چیز حرام نہیں کی؟ خدا کی قسم میں جو کچھ تم کو نصیحت کرتا ہوں اور جو امر و نہی کے احکام دیتا ہوں وہ بھی قرآن کی طرح یا اس سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالی نے تمھارے لیے یہ جائز نہیں کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت گھس جاؤ، ان عورتوں کو مارو پیٹو اور ان کے پھل کھاو حالانکہ ان پر جو کچھ واجب تھا وہ تمہیں دے چکے[12]۔

(5) تباہ کاری کی ممانعت۔

دشمن کے املاک کو تباہ کرنا، جیسے فصلوں کو خراب کرنا، کھیتوں کو تباہ کرنا، بستیوں میں قتل عام اور اتش زنی کرنا ان تمام چیزوں کو اسلام فساد سے تعبیر کرتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں "جب وہ حاکم بنتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمیں میں فساد پھیلایے اور فصلوں اور نسلوں کو برباد کریے مگر اللہ تعالی فساد کو پسند نہیں کرتا[13]"۔

---

[6] ۔ مودودیؒ، سید ابو الاعلی مودودیؒ، الجہاد فی الاسلام، ص136، ناشر ادارہ معارف اسلامی لاھور2010۔

[7] ۔ امام ابن شیبہ، الامام ابو بکر، عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسیؒ، مصنف ابن ابی شیبہ، المصنف فی الاحادیث والاثار، ج6، ص479، حدیث30102، ناشر دار التاج الریاض 2015۔

[8] ۔ امام محمد، محمد بن حسن الشیبانیؒ، کتاب السیر الکبیر، ج1، ص35، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان1998۔

[9] - امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل، الصحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، ج5، ص83، ناشر، دار طوق النجاۃ الریاض، 2001ء۔

[10] ۔ امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، ج7، ص94، ناشر: دار السالۃ العالمیہ مصر، 2009۔

[11] ۔ امام مسلم، مسلم بن حجاج النشابوری، صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب النھیی عن قتل الدواب والطیر صبرا، ج5، ص38، ناشر دار السالۃ العالمیۃ قاھرہ، 2009۔

[12] ۔ امام شافعیؒ، محمد بن ادریس، کتاب الام، ج4، ص257، ناشر دار الوفا مصر، 2001۔

[13] ۔ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، ایت204۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام و عراق کی طرف فوج بھیجتے وقت جو ہدایات دی تھیں ان میں ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ بستیوں کو ویران نہ کرنا اور فصلوں کو خراب نہ کرنا[14]۔

(6)مثلہ کی ممانعت۔

دشمن کے لاشوں کے قطع وبرید اوران کو بے حرمت کرنے کی اسلام میں سخت ممانعت کی گی ہیں۔ عبد اللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں "نهى النبى ﷺ عن النهبة والمثلة) نبی پاک ﷺ نے کے مال اور مثلہ (قطع اعضاء) سے منع فرمایا[15]۔

آپ ﷺ فوجوں کو روانا کرتے وقت ایک ہدایت یہ بھی فرمادیتے

(ولا تمثلوا)اور مثلہ نہ کرو[16]۔

(7)قیدیوں کے حقوق۔

قرآن کریم میں قیدیوں کو کھانا کھلانے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ "اور اللہ کے ساتھ محبت کی وجہ سے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں[17]"۔

(8)قتل سفیر کی ممانعت۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سفراء اور قاصدوں کے قتل سے منع فرمایا۔

ایک مرتبہ مسلمہ کذاب کے قاصد سے فرمایا: (لولا ان الرسل لا تقتل لضربت عنقك)

"اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تمھاری گردن اڑادیتا[18]"۔

(9)وعدہ خلافی کی برائی۔

معاھدین پر ظلم کرنے کی ممانعت میں بے شمار احادیث آئی ہیں۔ محمد ﷺ نے فرمایا: "جس نے معاہد کو قتل کیا اُسے جنت کی خوشبو تک نصیب نہ ہو گی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی فاصلہ سے محسوس ہوتی ہے"[19]۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب شام کی طرف فوجیں روانہ کیں تو ان کو دس ہدایتیں دی تھیں۔

1: عورتیں بچے بوڑھے قتل نہ کئے جائیں

2: مثلہ نہ کیا جائے۔

3 : راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے۔

4: کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے۔

5: آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔

6: جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔

7: بدعہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔

8: جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان ومال کا وہی احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان ومال کا ہے

9: اموال غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔

---

[14] ۔امام محمد، محمد بن حسن الشیبانیؒ، کتاب السیر الکبیر، ج1، ص17، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1998۔

[15] ۔امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب عن النهب والمثلة، ج4، ص52، ناشر: دار طوق النجاۃ الریاض، 2001۔

[16] ۔ایضاً۔

[17] القرآن الکریم، سورۃ الانسان، ایت 07۔

[18] ۔امام ابو دوٗد، سلیمان اشعث السجستانی، سنن ابی داوٗد، کتاب الجهاد، باب فی الرسل، حدیث نمبر 2761۔

[19] ۔امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب اثم من قتل معاهدا بغیر جرم، ج4، ص99، ناشر: دار طوق النجاۃ 2001ء۔

10: جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جایے۔[20]

یہ وہ آداب جنگ و اصلاحات تھے جو صرف کاغذ پر ثبت نہ تھے بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ اور مجاہدین اسلام نے اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

International Laws Of War بین الاقوامی جنگی قوانین یا قوانین مخاصمت:

Introduction تعارف:

بین الاقوامی جنگی قوانین سے مراد وہ قواعد وضوابط ہیں جو جنگ کے دوران لڑنے والوں اور نہ لڑنے والوں کے درمیان فرق قایم کرتے ہیں۔

بین الاقوامی جنگی قوانین کا بنیادی مقصد انسانی تکالیف میں کمی لانا، غیر لڑاکا افراد کی جان ومال کی حفاظت جنگ کے اصول و طریقہ کار کو محدود کرنا اور قیدیوں اور زخمیوں کے حقوق کی ضمانت دینا ہے[21]۔

بین الاقوامی انسانی قانون کا جدید ڈھانچہ 19 ویں صدی کے آخر میں شروع ہوا اور یہ جنیوا کنونشنز اور ہیگ کنونشنز کے معاہدات پر مشتمل ہے۔ موجودہ چار بنیادی کنونشز 1949ء ہیں جنہیں تقریبا تمام ممالک نے تسلیم کیا ہے۔ پہلا جنیوا کنونش 1864 - 1949 - میدان جنگ میں زخمی اور بیمار فوجیوں کی حفاظت سے متعلق ہے۔ دوسرا جنیوا کنونش 1949 سمندری جنگ میں زخمیوں، بیماروں اور غرق ہونے والوں کی حفاظت سے متعلق ہے۔

تیسرا کنونشن 1949 جنگی قیدیوں کے حقوق اور انسانی سلوک کے اصول سے متعلق ہے۔ چوتھا کنونش 1949 شہری آبادی کی جنگ کے دوران حفاظت اور حقوق سے متعلق ہے۔[22]

(Additional Protocols) اضافی پروٹوکولز

1977 اور 2005 میں مزید تین پروٹوکول 1، 11، 111 منظور کئے گئے تاکہ جدید جن گی حالات غیر بین الدولہ تنازعات ، آزادی کی تحریکیں وغیرہ کو بھی قانون کے دائرے میں لایا جاسکے[23]۔

اس طرح بین الاقوامی قوانین کے بنیاد میں ہنگ کنونشن کے معاہدات بھی شامل ہیں۔ یہ کنونشن قانون کے وہ تاریخی معاہدات ہیں جو جنگ کے طریقوں اور ذرائع کو منظم کرنے کے لیے 1899 اور 1907، ہالینڈ کے شہر دی ہیگ میں منعقد ہوئی ان کنونشنز نے پہلی بار دنیا میں جنگ کے اخلاقی و قانونی اصول طے کئے اور بین الاقوامی انسانی قانون کی بنیاد قرار پائے[24]۔

درسری جنگ عظیم کے بعد 1949ء کے جنیوا کنونشنز نے انسانی پہلو کو مضبوط کیا جبکہ 1977 کے اضافی پروٹوکولز نے ہیگ اور جنیوا قوانین کو یک متحد نظام میں ضم کردیا جسے آج بین الاقوامی انسانی قوانین کہا جاتا ہے[25]۔

(Implementation and Monitoring) عمل درامد و نگرانی۔

1۔ انٹرنشنل کمیٹی آف ریڈ کراس ان کنونشنز کی نگرانی اور وضاحت کرتی ہے۔

2- اقوام متحدہ اور بین الاقوامی عدالت انصاف بھی ان قوانین کی پاسداری پر نظر رکھتی ہے۔

3 ۔ جنگی جرائم کی خلاف ورزیوں پر "انٹرنیشنل کرائم کورٹ" مقدمات چلاتی ہے۔

یہ بین الاقوامی جنگی قوانین اور جنیوا کنونشنز انسانیت کی بقاء، رحم اور انصاف کی بین الاقوامی معیار کی علامت ہے، ان کا مقصد جنگ کو مکمل ختم کرنا نہیں بلکہ غیر انسانی اثرات کو محدود کرنا ہے تاکہ انسان کی حرمت ہر حالت پر قائم رہے۔[26]

---

[20] ۔ امام محمد، محمد بن حسن الشیبانیؒ، کتاب السیر الکبیر، ج 1، ص 37، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1998۔

[21] -Oppenheim international low vol11,1952.p.204 .

[22] -Jean Pictet commentary on the Geneva convention ICRC ,1952.

[23] -Customary IHL Study vo.1 Rul 1 .14 2005.

[24] -Oppenheim international Law vo 11 P2017 , 1952.

[25] -Shaw, international Law 8th Ed cam bridge, 2017, P1152 .

[26] - Jean Pictet , ICRC 1952.

（Basic Principles） بنیادی اصول۔

بین الاقوامی قانون جنگ کے چار بنیادی اصول ہیں۔

1۔ انسانی وقار کا احترام

2۔ امتیاز کا اصول

3۔ تناسب کا اصول

4۔ ضرورت کا اصول

بین الاقوامی انسانی قانون کے چند دفعات کا خلاصہ:

پروٹوکول اول آرٹیکل 48 جنگجو اور شہریوں میں فرق کرتا ہے۔

آرٹیکل 51 کہتا ہے حملہ ایسا نہ ہوں جس سے شہریوں کو غیر ضروری نقصان پہنچے۔ جنیوا کنونشن 3 جنگی قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک کی وضاحت کرتا ہے۔

پروٹوکول اول آرٹیکل 37 دھوکہ دہی اور اعتماد شکنی کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

آرٹیکل 55 وسیع پیمانے پر ماحولیاتی نقصان والے حملے ممنوع قرار دیتا ہے[27]۔

（Comparative Analysis）تقابلی تجزیہ:

اسلام اور آئی ایچ ایل دونوں اس اصول پر متفق ہے کہ شہری آبادی، عورتیں، بچے بوڑھے، راہب، کسان ہدف بنانا جائز نہیں۔

اسلام قانون اسے شرعی اور اخلاقی فریضہ قرار دیتا ہے، اور اپنے ماننے والوں سے اس پر عمل کرانا ضروری گردانتا ہے جب کہ ائی ایچ ایل اسے قانونی زمداری قرار دیتا ہے۔

（Comparison Of Prisoners, Rights）قیدیوں کے حقوق میں تقابل:

اسلام قیدیوں کے کھانے، پانی، عزت اور رہائش محفوظ بناتا ہے۔ رہائی یا فدیہ کا اختیار دیتا ہے اور غلامی کے دروازے محدود بناتا ہے۔ اس طرح آئی ایچ ایل قیدیوں کو سیاسی تحفظ، مذہبی آزادی، ڈاک، انٹرویوں، حقوق کی ضمانت دیتا ہے اور سزا یا تشدد کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

ماحول اور املاک کا تحفظ۔

دونوں قوانین غیر ضروری تباہی سے منع کرتے ہیں۔

（Comparative aspect of war objectives）جنگی مقاصد کا تقابلی پہلو۔

اسلام جنگ کا مقصد ظلم کا خاتمہ، دفاع، مذہبی آزادی، امن کا قیام کو قرار دیتا ہے، بین الاقوامی قانون جنگ کے مقصد میں زیادہ مداخلت نہیں کرتا بلکہ جنگ کے طریقے منظم بناتا ہے۔

عصر حاضر کے تناظر میں تقابلی اہمیت۔

（Comparative significance in the modern context）

جدید ہتھیار اور ڈرون حملے:۔

اسلام اپنے اصول "غیر مقاتلین کا تحفظ" کے اصول پر سختی سے عمل درامد کو یقینی بناتا ہے اور غیر مناسب طاقت کے استعمال کا اخلاقی محاسبہ کرتا ہے، اسے بمباری اور جنگجو اور غیر جنگجو میں فرق مٹادے، شہری آبادی، تعلیمی ادارے، شفاء خانے ملیامیٹ ہوں کو مکمل جائز قرار نہیں دیتا۔

بین الاقوامی قوانین میں بھی یہ اصول موجود ہیں لیکن بڑی طاقتیں اس کی مکمل خلاف ورزیاں کرتے ہیں جیسا کہ افغانستان، ویت نام، عراق، شام اور فلسطین کی حالات ہمارے سامنے ہیں کوئی امتیاز نہیں کوئی فرق نہیں حملے کے زد میں جو بھی آئے، اس کے لئے جواز فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دہشت گردی اور غیر ریاستی عناصر۔

---

[27] -Do the Same -

اسلام فساد فی الارض، اور غیر قانونی جنگی کاروائی کو جرم قرار دیتا ہے جبکہ بین الاقوامی قانون میں اب تک دہشت گردی کی مکمل قانونی تعریف اب بھی متنازعہ ہے اور اس کو متعین نہ کر سکیں کیونکہ عالمی طاقتیں خود دہشت گردی اور فساد کے علمبردار ہیں۔

انسانی بحران اور مہاجرین:۔

اسلام نے ہجرت اور پناہ (امان) کا مکمل نظام دیا ہے۔ آئی ایچ ایل اور یو این ریفیوج لا یعنی اقوام متحدہ کا قانون برائے مہاجرین کی جدید شکل ہیں لیکن عصر حاضر میں سیاسی رکاوٹیں اس نظام کو کمزور بناتی ہے۔

میڈیاوار اور پراپیگنڈہ۔

اسلام جھوٹ، فریب، دھوکہ، پراپیگنڈہ کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور آئی ایچ ایل میڈیا پراپیگنڈہ کو قانونی جرم نہیں بناتا۔

(Summary and conclusions) خلاصہ بحث اور نتائج:۔

اسلامی آداب القتال اخلاقی و شرعی بنیاد پر مبنی ایک جامع و مکمل نظام ہے۔ جدید بین الاقوامی قانون کو ہم اس نظام کا قریبی مماثل کہہ سکتے ہیں لیکن یہ نظام ناپائیدار اور غیر موثر ہو کر رہ گئی ہیں۔ کیونکہ اس نظام کیلئے کوئی قوت نافذہ موجود نہیں ہے اسی وجہ سے اقوام متحدہ دنیا میں امن قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ انسانیت اور نسانی حقوق کے دعویدار اب تک انسانیت کے خلاف سنگین جرائم میں ملوث رہی ہے۔

ان قوانین کے سب سے زیادہ خلاف ورزیاں انہیں اقوام نے کی ہیں جو امن دینے کا دعویدار ہیں۔

اور انہی قوانین کے طاقتور اقوام کے مفادات کا تحفظ کیا ہوا ہے۔ فیصلہ سازی کے اصل اختیارات میں کوئی ایک مسلمان ملک شریک نہیں اس وجہ سے مسلمانوں کا استحصال کیا جاتا رہا ہے۔ اسلام نے غیر مقاتلین کے تحفظ کا اصول 1400 سال قبل دیا، بین الاقوامی قوانین نے 1949ء میں اس پر بات کی لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہو سکا۔

عصر حاضر میں جنگ کی نئی شکلوں کے باوجود اسلامی اصول زیادہ قابل عمل ہو سکتے ہیں، کیونکہ اسلامی اصول کا اصل ماخذ وحی الٰہی ہے جو کہ جلدی سے تغیر پذیر معاشروں اور قیامت تک آنے والے تمام مسائل کیلئے ابدی اصول دیتا ہے۔

بین الاقوامی قوانین نت نئی مسائل اور تبدیلیوں کے لئے ناپائیدار ہیں۔

اسلام اپنے قوانین کے نفاذ میں ریاست کی قوت کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور ایمانی بنیادوں پر زور دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اسلامی ریاست کی گرفت نہیں ہوں مسلمان اپنے اخلاقی اور ایمانی طاقت کے بل بوتے اسلامی اصول و قوانین پر عمل کرتے ہیں، اور اللہ کے سامنے جوابدہی کا احساس رکھتے ہیں، جبکہ بین الاقوامی قوانین کی سب سے بڑی کمزوری ریاستی طاقت کے سامنے موثر نفاذ کی ناکامی ہے۔

یہ تقابلی جائزہ ثابت کرتا ہے کہ اسلام کا جنگی اخلاقیات کا نظام آج بھی انسانیت کیلئے سب سے متوازن اور قابل عمل ماڈل ہے۔